ہفت شہر عشق را عطّار گشت
ما ہماں اندر خمِ یک کوچہ ایم
(مولانا روم)

سوانح عمری

زبدۃ العارفین حضرت شیخ

خواجہ فریدالدین عطّار

رحمۃ اللہ تعالیٰ

مصنف
"تذکرۃ الاولیاء"

زیر اہتمام
بزمِ معارفِ رومی کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سوانح عمری

حضرت شیخ خواجہ فریدالدین عطار

رحمۃ اللہ علیہ

ذرہ دردم دہ اے درمان من | زانکہ بے دردت بمیرد جان من
کفر کافر را و دیں دیندار را | ذرہ دردت دل عطار را

آپ کا نام محمد لقب فریدالدین، آپ کے والد ماجد کا نام ابراھیم تھا، جو کہ موضع کدکن متصل نیشاپور کے رہنے والے اور نیشاپور کے ایک متمول ذی عزت تاجر تھے۔ آپ ان کے ہاں ۵۱۳ھ کو موضع کدکن میں پیدا ہوئے۔ یہی کدکن نیشاپور ہی آپ کا وطن تھا۔ آپ کی پیدائش کے چند روز بعد آپ کے والد مکرم اپنے پیر روشن ضمیر حضرت قطب عالم قطب الدین حیدر کی خدمت میں اُن کی سعادت و برکت حاصل کرنے کیلئے لے گئے۔ چنانچہ یہ اُن ہی کی نظر کیمیا کا اثر تھا کہ آپ اپنی

marfat.com

آخری عمر میں شریعت و طریقت، تصوّف و عرفان و یقین کے مراتبِ عالی پہ سرفراز ہوئے۔

آپ کی طالبِ علمی کا زمانہ ایسا شریفانہ تھا جیسا کہ شریف الاصل خاندان کی طبعی شرافت سے ظاہر ہوا کرتا ہے۔ لیکن ذہنِ رسا کے ساتھ طبیعت میں سیر و سیاحت کا بھی شوق تھا لہٰذا تیرہ سال کی عمر میں مشہد شریف تشریف لے گئے۔ چنانچہ زمانہ بچپن کے بعد ہی آغازِ شباب میں آپ نے مقاماتِ مقدسہ و مزاراتِ مطہرہ کی زیارت کے شوقِ سیّاحی شروع کر دی۔ آپ کا یہی زمانہ دراصل طبعی نشوونما کا زمانہ تھا اور ساتھ ہی اس کے اس زمانہ میں آپ نے مشایخ، اکابر، مجتہدانِ عصر کی صحبت میں ظاہری اور باطنی فیوض و برکات حاصل کیے اور اسی سیاحت میں ائمہ کرام و بزرگانِ عظام کے مزاراتِ مقدسہ سے سعادت حاصل کی۔

الغرض آپ کی عمرِ مبارک کے پورے پچاس برس مقاماتِ مقدسہ میں گذرے ہیں۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اطرافِ عالم میں چاروں طرف گھوما، بزرگوں کے مزارات کی زیارت سے حصولِ فیض و برکت کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تمام اولیاء کرام کے ظاہر و باطن کو میں اس مخلوق کے گروہ کا محافظ سمجھتا ہوں۔ اس واسطے میرے لئے سب برابر ہیں۔ اس خیال سے میں نے آئمہ عشرہ کے مزارات کی بھی زیارت کی اور میں نے اُن کے مزارات کو اپنی آنکھوں سے لگایا۔ میرے دشمن اگر میرے اس فعل پہ مجھے بُرا کہیں تو میں انھیں پتھر مارتا ہوں۔ اسی

marfat.com

آخری عمر میں شریعت و طریقت، تصوّف و عرفان و یقین کے مراتبِ عالی پر سرفراز ہوئے۔

آپ کی طالب علمی کا زمانہ ایسا شریفانہ تھا جیسا کہ شریف الاصل خاندان کی طبعی شرافت سے ظاہر ہوا کرتا ہے۔ لیکن ذہن رسا کے ساتھ طبیعت میں سیر و سیاحت کا بھی شوق تھا لہٰذا تیرہ سال کی عمر میں مشہد شریف تشریف لے گئے۔ چنانچہ زمانہ بچپن کے بعد ہی آغاز شباب میں آپ نے مقاماتِ مقدسہ و مزاراتِ مطہرہ کی زیارت کے شوقِ سیاحی شروع کر دی۔ آپ کا یہی زمانہ دراصل طبعی نشو و نما کا زمانہ تھا اور ساتھ ہی اس کے اس زمانہ میں آپ نے مشایخ، اکابر، مجتہدان عصر کی صحبت میں ظاہری اور باطنی فیوض و برکات حاصل کیے اور اسی سیاحت میں ائمہ کرام و بزرگانِ عظام کے مزاراتِ مقدسہ سے سعادت حاصل کی۔

الغرض آپ کی عمرِ مبارک کے پورے پچاس برس مقاماتِ مقدسہ میں گذرے ہیں۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں اطرافِ عالم میں چاروں طرف گھوما، بزرگوں کے مزارات کی زیارت سے حصولِ فیض و برکت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح تمام اولیاء کرام کے ظاہر و باطن کو میں اس مخلوق کے گروہ کا محافظ سمجھتا ہوں۔ اس واسطے میرے لئے سب برابر ہیں۔ اس خیال سے میں نے آئمہ عشرہ کے مزارات کی بھی زیارت کی اور میں نے اُن کے مزارات کو اپنی آنکھوں سے لگایا۔ میرے دشمن اگر میرے اس فعل پر مجھے بُرا کہیں تو میں انھیں پتھر مارتا ہوں۔ اسی

marfat.com

طرح میں حرم شریف میں کچھ عرصہ تک معتکف رہا۔ وہاں کی برکت سے میں اپنے آپ کو پہچان کر خدا کو پہچاننے لگا۔ کیونکہ گھر والے کی حقیقت اُس کے گھر میں نہ معلوم ہو تو اور کہاں ہو۔ جس کی برکت سے مجھے خدا کے حبیب بننے کے بجائے محبوب بننے کا فخر حاصل ہوا۔ میں مکہ معظمہ، مصر و دمشق کی سیاحت کے بعد کوفہ میں رہا، خراسان تک گھوما۔ اور دریائے جیحون سے پار ہو کر ملک ہندوستان اور ترکستان میں جس طرح کہ اہلِ خطا چین کی طرف راستہ طے کرتے ہیں۔ میں نے بھی سیاحت کی اور پھر نیشاپور اپنے وطنِ مالوف میں آکر قیام کیا۔ چونکہ تمام عالم میں میری واقفیت اور سیاحت کی شہرت ہو چکی تھی اور اطرافِ عالم سے میرے کانوں میں یہ صدا آنے لگی کہ میں نے نیشاپور میں کنجِ تنہائی اختیار کر لی ہے اور اب میں اس کنجِ خلوت میں اپنے محبیب خدائے برتر کے ساتھ تنہا مصروف ہوں۔
لیکن آپ کے حاسدوں نے اس گوشہ نشینی میں بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا وہی اہلبیت اور اثنا عشری عقائد محبت کی بنا پر رفض و خوارج وغیرہ کے الزام آپ پر عائد کیئے گئے اور آپ کی اس خلوت نشینی پر طعنے دیئے جانے لگے جیسا کہ خود فرماتے ہیں ؎

مرا گویند کہ عزلت گرفت است | دریں عزلت خدا را یاد دارم
سر کس مے خارام چوں کنم من | مگر من طبع بتو تیمار دارم

چنانچہ آپ نے اپنی نیک نیتی کے باعث یہی مناسب سمجھا کہ اپنے وطن نیشاپور کو ہی چھوڑ دیں، یہی وجہ تھی کہ آپ کو پچاس برس

marfat.com

کی سیاحت کے بعد پھر اپنے وطن کو خیرباد کہنا پڑا ۔ لیکن اب سکونِ قلب کی خواہش تھی اس لیئے ازسرِنو مصروفِ سیاحت ہونے کے بجائے آپ شہر شادیاخ تشریف لے گئے۔

یہ ۵۸۳ھ کا زمانہ تھا، اُس وقت آپ کی عمر تقریباً ستّر سال کے قریب تھی اور شاید اسی زمانہ میں آپ کے والد محترم نے رحلت فرمائی ہو۔ کیونکہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ شہر شادیاخ میں اپنے آبائی کام یعنی تجارتِ عطر میں مصروف تھے ۔ آپ کی دوکان اعلیٰ پیمانے کی تھی جس میں ہر قسم کے عطریات کے علاوہ ہر قسم کی ادویات خشک و تر بھی موجود تھیں اور آپ نیشاپور سے شادیاخ آکر اپنی اس آبائی تجارت میں اس قدر مشغول ہو گئے تھے کہ آپ کو کسی تصنیف و تالیف کی تو کیا ایک آدھ شعر کہہ لینے کی بھی فرصت نہ ملتی تھی ۔ چنانچہ آپ خسرونامہ میں فرماتے ہیں ؎

بمن گفت اے معنی عالم افروز	چنیں مشغول طب گشتی شب و روز
طب از بہر تن ہر ناتواں است	ولیکن شعر و حکمت قوت جاں است
سہ سال است ایں زماں تا لب بستی	بہ زہد خشک در کنجے نشستی
اگرچہ طب بقانون است اما	اشارات است در شعر معما

یعنی ایک دوست نے مجھے اس طرح مخاطب کیا آپ تو دل کی گرہ کھولنے والے ہیں، لیکن آجکل آپ شب و روز طب میں اس قدر مصروف ہیں ۔ طبابت کمزور ناتواں کے لیئے ہے مگر شعر و حکمت تو جان کی قوت ہے ۔ آپ کو اپنی زبان بند کیئے اَب تین سال ہو گئے تھے اور آپ نے زہد خشک اختیار کر کے

marfat.com

کنجِ تنہائی اختیار کرلی۔ اگرچہ علمِ طب قانون پر مبنی ہے لیکن اشعار بھی تو اشارات وکنایات سے پُر ہوتے ہیں۔ آپ کے اس زمانے کے متعلق ہی بعض مورخوں نے آپ کو صاحبِ ثروت لکھا ہے اور ان دِنوں میں ہی دنیا سے قطع تعلق کرنے کا یہ مشہور واقعہ بھی ظہور پذیر ہوا ہے۔

چنانچہ ایک روز آپ اپنی آراستہ وپیراستہ دوکان میں بڑی شان سے جلوہ افروز تھے کہ ایک فقیر بزرگ صورت آپ کی دوکان کے سامنے کھڑا ہوگیا اور ٹکٹکی لگا کر آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ چونکہ آپ اس وقت کسی خیال میں محو تھے۔ آپ نے اس بزرگ کو گداگر سمجھ کر کہا:۔

"دیوانوں کی طرح کیوں گھور رہے ہو۔ جاؤ یہاں سے چلتے بنو"

بزرگ نے جواب دیا، خواجہ صاحب ہر ایک کو یہاں سے جانا ہے — مجھ کو بھی اور آپ کو بھی — لیکن میں تو اپنے ہلکے پن کی وجہ سے بہت جلد آرام سے جاسکوں گا۔ کیونکہ میرے پاس صرف یہی ایک کمبل ہے مگر آپ اپنے اس وزنی سامان کی فکر کیجیے کہ اتنا بوجھ لے کر آپ کیسے جاسکو گے ؏

اے خواجہ کیسہ پر عقاقیر　　　　در وقتِ رحیل چیست تدبیر

فقیر سے یہ عارفانہ باتیں سنتے ہی آپ چونک پڑے اور اسکی طرف مخاطب ہوکر پوچھا، تم یہاں سے کیسے جاسکتے ہو؟ اس بزرگ نے اپنا لمبا کمبل سر کے نیچے رکھ کر زمین پر لیٹتے ہوئے کہا۔ دیکھو اس طرح؟ یہ کہتے ہی اس کی رُوح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اس معجزنما واقعہ میں اپنی تادیب کی جھلک دیکھ کر آپ پر رقت

marfat.com

طاری ہوگئی۔ قلب پر ایک ہی چوٹ پڑنے سے نورِ عرفاں سے دبی ہوئی چنگاریاں بھڑک اٹھیں۔ جس نے آپ کی دنیاوی حرص کو اسی وقت جلا کر خاک کر دیا۔ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے اور ساری دوکان کا سامان اور اسباب زرِ نقد وغیرہ جو کچھ بھی تھا لٹا ڈالا اور آپ اس زمانہ کے شیخ الشیوخ زبدۃ العارفین حضرت رکن الدین اکاف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی دستِ مبارک پر توبہ کر کے چند سال حلقہ درویشی میں رہ کر حرمین شریفین کی زیارت کو تشریف لے گئے۔

اس درویشانہ سیاحت میں بہت سے بزرگوں کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے فیوض وبرکات حاصل کیے۔ یہ آپ کی ریاضت وعبادت کا زمانہ تھا۔ لیکن حاسدوں نے اس درویشانہ زندگی میں بھی آپ کا پیچھا نہ چھوڑا۔ چنانچہ جس وقت آپ نے کتاب مظہر العجائب تصنیف کی اور اس کتاب کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام نامی سے معنون کیا —— وقت نے آپ پر رافضی ہونے کا فتویٰ دیدیا۔ اس فتوے کی رُو سے آپکو واجب القتل ٹھہرایا گیا۔

اس وقت سلطان براق ترکمان کی حکومت تھی۔ آپ کو عدالت میں پیش کیا گیا اور عتابِ سلطانی سے آپ کا تمام مال واسباب لٹا دیا گیا، اور گھر بار برباد کر کے آپ کو خانماں برباد کر دیا گیا۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی مدد کی اور آپ کی جان بچ گئی۔

اس رُوح فرسا واقعہ کے بعد آپ نے کتاب لسان الغیب

marfat.com

تصنیف فرمائی جو کہ غالباً آپ کی آخری تصنیف ہے اور نظم میں ہے۔ یہ کتاب واقعی اسمِ بامسمیٰ ہے، کیونکہ اس میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہ بلا مبالغہ آپ کے قدرتی جذبات ہیں جیسے کہ خود ہی فرماتے ہیں۔

این کتاب از بہرِ احمد گفتہ ام　　　　در مقامِ مکّہ این بنوشتہ ام

اسی محبّت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے صلہ میں آپ کو خواب میں شرفیابی حاصل ہوئی ہے۔ چنانچہ اپنی تصنیف اشترنامہ میں فرماتے ہیں کہ

ایک شب کو میں نے حضور پُرنور رسولِ مقبول صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو خواب میں دیکھا　عشق میں بیتاب ہو کر وارفتگی میں حضور پُرنور صلیّ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بھاگا۔ اس جہان کے بادشاہ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اپنے دہنِ مبارک کا لعاب میرے منہ میں ڈال کر فرمایا، اے عطّار تم میرے اسرار کے بھی لائق اور میرے انوار دیکھنے کے بھی اللہ تعالیٰ نے میرے جسم وجاں میں اپنے پوشیدہ اسرار و محبّت ودیعت فرمائے ہیں اب میں نے یہ خزانے تمہارے سامنے ظاہر کر دیئے ہیں اور تمہارے رنج و غم بھی دُور کر دیئے ہیں ——— مجھے یہ بشارت دے کر حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوشیدہ ہو گئے۔

اس کے بعد میرے قلب اور رُوح کے باہمی تعلقات یکجا قائم ہو گئے۔ جو کچھ بھی ہے۔ سب حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت اور محبّت کے تصدّق مجھے مِلا ہے۔

marfat.com

اور یہ بالکل صحیح ہے، ادب۔ اخلاق۔ تصوّف۔ حکمت۔ شریعت اور طریقت کا یہ مجموعی بے بہا خزانہ آپ کو حضور پُر نور فخر عالم محبوب خدا محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت کے صلہ میں ہی اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے بخشا گیا ہے۔

آپ کی ۴۰ تصنیفات ہیں۔ شعروں کی تعداد ۲ لاکھ ۲ ہزار ساٹھ شمار ہوئی ہے۔ جوہر الذات[۱] ۔ مظہر العجائب[۲] ۔ وصلت نامہ[۳] ۔ اسرار نامہ[۴] ۔ الٰہی نامہ[۵] ۔ مصیبت نامہ[۶] ۔ بلبل نامہ[۷] ۔ اشتر نامہ[۸] ۔ تذکرۃ الاولیاء[۹] ۔ معراج نامہ[۱۰] ۔ مختار نامہ[۱۱] ۔ جواہر نامہ[۱۲] ۔ شرح القلوب[۱۳] ۔ کنز الاسرار[۱۴] ۔ مفتاح الفتوح[۱۵] منصور نامہ[۱۶] ۔ اوسط نامہ[۱۷] ۔ حیدر نامہ[۱۸] ۔ ولد نامہ[۱۹] ۔ سیاہ نامہ[۲۰] ۔ اقوال الصفا[۲۱] ۔ حقائق الجواہر[۲۲] ۔ اسرار الشہود[۲۳] ۔ گل خسرو[۲۴] ۔ منطق الطیر[۲۵] ۔ پند نامہ[۲۶] ۔ خیاط نامہ[۲۷] ۔ کنز الحقائق[۲۸] ۔ ہفت وادی[۲۹] ۔ ملاح نامہ[۳۰] ۔ بسیر نامہ[۳۱] ۔ کنز البحر[۳۲] ۔ لسان الغیب[۳۳] ۔ وصیت نامہ[۳۴] وغیرہ وغیرہ۔

الغرض آپ اپنی چالیس[۴۰] تصانیف کے ثبوت میں خود فرماتے ہیں

ے

بداں خود را کہ سی و دہ کتب را ۔۔۔ نہادم بر طریق علم اسماء
شمار بیت بیت اینہا بگویم ۔۔۔ من از کشت معانی تخم بویم
دو لیست و ہزار و شصت بیت است ۔۔۔ زیادہ تا یکے میدان کہ قید است

یعنی میں نے یہ سمجھ کر اپنی چالیس کتابوں کے نام اُن کے مضامین کے

لحاظ سے مقرر کیۓ ہیں۔ اور اُن کے ایک ایک شعر کا شمار مجھ کو یاد ہے۔ یہ شعر ایسے ویسے نہیں بلکہ بڑے پُر معنی ہیں۔ بھلا پھر مجھے کیوں نہ یاد رہیں۔ سنیۓ؟ کُل شعروں کی تعداد دو لاکھ دو ہزار ساٹھ ہیں یہ ایسا صحیح شمار ہے کہ ان سے کم و بیش ایک شعر بھی نہیں ہے۔ لیکن آخری عمر میں آپ نے شاعری ترک فرمادی تھی۔ اور جس لیۓ اپنی عمر میں آپ نے علمی و ادبی خدمت کو انجام دیا اپنے دو شعروں سے اس کا ماحصل بیان فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہزار رحمتیں آپ پر ہوں۔ کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

مُرغ بودم پریدہ از عالم راز | تا برکہ برم زشیب صیدے بہ فراز
چوں ہیچ کسے نیافتم محرم راز | زاں راہ کہ در آمدم بروں رفتم باز

یعنی میں ایک ایسا پرندہ تھا۔ جو عالم بقاء سے عالم فنا کی طرف اس امید پر اُڑ کر آیا تھا کہ اس اعمالِ فنا میں نیک اعمال کا کوئی ایسا نمونہ عالم بقا میں لے جاؤں۔ جو اللہ تعالیٰ کی قربت کا ذریعہ ہو سکے۔ جب یہاں کسی کو بھی اپنا جاں نثار اور محرم راز نہ پایا۔ تو جو کچھ مجھ سے ہو سکا وہ میں نے اپنے لیۓ کیا اور جس راستہ سے میں اِس عالم فنا میں آیا تھا۔ اسی راستہ سے عالم بقا میں چلدیا۔

جہاں تک تذکرۃ الاولیاء کا تعلق ہے، اولیاء کے احوال میں آج تک یہ ایک مستند کتاب سمجھی جاتی رہی ہے۔ خود خواجہ صاحب کی زبانی اس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح سے ہوتا ہے، چنانچہ

marfat.com

وہ لکھتے ہیں:۔

چونکہ کلام اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مشائخین طریقت کے کلام سے اور کوئی کلام بہتر و برتر نہیں ہے وہ اس لئے کہ کلام کا رد حال پر ہے حفظ و قال پر نہیں اس کا نقص بیان پر مبنی نہیں بلکہ اسرار رموز پر ہے نہ وہ جوش کا نتیجہ ہے نہ تکرار و کوشش کا بلکہ جو کچھ بھی ہے علم لدنی سے وابستہ ہے۔

چنانچہ میرے احباب ایسے بزرگانِ دین کے حالات کے نہایت شائق تھے اور میرا قلب بھی اِن ہی بزرگوں کے حالات کا مطالعہ کرنے کے شوق سے لبریز تھا اس لئے یہ بات اس کتاب کی تالیف کا باعث بنی۔ چنانچہ آپ نے اس کے چودہ اسباب بیان کئے ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) اوّل یہ کہ میری یادگار ہو جو شخص اس کا مطالعہ کر کے اس سے مستفید ہو وہ میرے حق میں دعائے مغفرت کرے اس میں کچھ تعجب نہیں کہ اس کی وسعت سے میری قبر بھی فراخ ہو۔ جیسا کہ حضرت یحییٰ عمّار رحمۃ اللہ علیہ (جو امام مسہری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد تھے) کو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اے یحییٰ؟ حق تعالیٰ نے تجھ سے کیا معاملہ کیا؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ میں تجھ سے سخت معاملہ رکھتا تھا۔ تجھے یاد ہے کہ ایک روز ایک محفل میں تو میری تعریف کر رہا تھا کہ میرے

marfat.com

دوست کا اس طرف سے گذر ہوا۔ اور وہ میری تعریف سن کر مسرور ہوا۔ جس کی وجہ سے میں نے تم کو بخش دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو جانے میں تجھ سے کس قدر سخت معاملہ کرتا۔

(۲) دوسرا یہ ہے جیسے کہ ایک شخص نے حضرت بوعلی دقاق سے پوچھا کہ خاصانِ خدا کی باتیں سننے سے کیا فائدہ ہے جبکہ ہم ان باتوں پر عمل نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اس میں دو فائدے ہیں پہلا، فائدہ تو یہ ہے کہ مرد طالب کی طلب بڑھ جاتی ہے اور محبت پختہ ہو جاتی ہے۔ دوسرا، یہ کہ اگر مغرور متکبر ہو۔ تو اسکو اپنے غرور اور تکبر کی برائی معلوم ہو جاتی ہے اور وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ نیز اگر کور چشم نہ ہو تو اس پر مشاہدات ظاہر ہوتے ہیں جیسے کہ شیخ محفوظ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے۔

"لوگوں کو اپنے ترازو میں نہ تول۔ بلکہ اپنے آپ کو مردانِ خدا کے میزان میں تول۔ تاکہ تو اپنے خلوص اور ان کی بزرگی سے واقفیت حاصل کر سکے"۔

(۳) تیسرا سبب جیسے کہ کسی شخص نے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ مرید کو پیرانِ باصفا کی حکایات و اقوال سننے سے کیا فائدہ ہے، آپ نے فرمایا کہ اُن کا کلام اللہ تبارک و تعالیٰ کے لشکر بے پایاں میں سے ایک ایسا لشکر ہے کہ جس سے مرید کا کمزور دل قوی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اس بات کے ثبوت میں اللہ جلّ شانہ، اپنے کلام پاک میں فرماتا

marfat.com

ہے ورائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچھلے پیغمبروں کا حال تم سے (اس لئے بیان کرتا ہوں) تاکہ تیرا دِل اُن کا ذکر سننے سے آرام حاصل کرے۔ اور مضبوط ہو جائے۔

(۴) چوتھا سبب یہ کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس جگہ صالحین کا ذکر ہو، وہاں خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے لہٰذا اگر کوئی اس لئے دسترخوانِ نعمت بچھائے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو تو بہت ممکن ہے۔ کہ اس کو بے اُمید نہ کیا جائے، دوسرا سبب یہ تھا کہ کاملین کی ارواحِ پاک سے اس گنہگار کو امداد حاصل ہو۔ اور موت سے پہلے کسی محبتِ خاص کا فضل اس کو نصیب ہو۔

(۵) پانچواں سبب اس کتاب کے تصنیف کرنے کا یہ ہوا کہ جب قرآن مجید واحادیث کے بعد میں نے بزرگانِ دین کے اقوال واعمال کو سب سے بہتر دیکھا اور ان کے تمام رفتار کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے مطابق پایا میں نے بھی اس کام کو اختیار کیا اگرچہ میں اُن جیسا نہیں ہوں۔ تاہم اُن کی محبت کا اثر پذیر تو ہو جاؤں گا۔ کیونکہ یہ مشہور قول ہے (جو شخص کہ جس قوم کے ساتھ مشابہت رکھے گا، وہ اسی میں ہوگا)۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے۔

(۶) چھٹا سبب یہ ہے۔ کہ جو لوگ معرفت کے دعوے دار ہیں۔ ان کی پیروی کرو۔ کیونکہ وہ راست پر ہیں۔ اگر اُن کی ہمتیں بلند نہ ہوتیں۔ تو وہ کسی دوسری چیز کا دعویٰ کرتے۔

marfat.com

(۷) ساتواں سبب اس تصنیف کا یہ بھی ہوا کہ قرآن مجید و حدیث شریف سمجھنے کے لئے صرف نحو و علم لغت سے ماہر ہونا ضروری ہے۔ اور اکثر لوگ ان کے جاننے سے بے علم ہوتے ہیں۔ یہ بزرگان کے اقوال اور اعمال ان کی شرح میں جس کو سب خاص و عام سمجھ سکتے۔ اگرچہ یہ کتاب زبان عربی میں لکھی گئی تھی۔ لیکن اس کا ترجمہ اس لئے فارسی زبان میں کیا گیا تھا۔ کہ سب لوگ اس سے فائدہ اٹھائیں۔

(۸) آٹھواں سبب یہ کہ مجھ پر ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص شریعت و طریقت کے خلاف کچھ کہہ دے تو تم لوگ اس کے خون کے پیاسے ہو جاتے ہو۔ اور تمام عمر اس شخص سے دشمنی رکھتے ہو۔ تو جب یہ بری باتیں تمھارے دل پر اثر کرتی ہیں تو میں کوئی وجہ نہیں دیکھتا کہ یہ نیک اعمال تمھارے دل پر اثر نہ کریں۔ مجھے یقین ہے بلکہ ان باتوں سے تمھارے دل پر کئی گناہ زیادہ اثر ہوگا۔ اگرچہ تم ان باتوں سے لاعلم ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن اکاف رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر کوئی شخص قرآن مجید پڑھے اور یہ نہ سمجھے کہ اس نے کیا پڑھا تو کیا اس پر کچھ اثر ہوگا؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہاں۔ وہ ایسے کہ جیسے کوئی شخص دوائی کھائے اور اس کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے کیا کھایا ہے لیکن جب دوا کا اثر ضرور ہوتا ہے تو بھلا قرآن پاک پڑھنے کا اثر کیوں نہ ہوگا۔ اگرچہ قرآن مجید پڑھنے والا یہ جانتا ہے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو اس صورت میں تو اس پر اور بھی زیادہ اثر ہوگا۔

marfat.com

(۹) نواں باعث یہ ہوا کہ میں سوائے کاملین کی چند ضروری باتیں سننے کے اور کوئی بات سننا پسند نہ کرتا۔ اس لئے میں نے کاملین کی ان باتوں کو جو مجھے پسند ہیں، تمھارے لئے نقل کرنا مناسب جانا کہ شاید اس دستر خوان پر مجھے بھی کوئی ہم پیالہ و ہم نوالہ مل جاوے۔ جیسے کہ شیخ بو علی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔

"کہ میں دو تمنائیں رکھتا ہوں۔ اوّل یہ کہ میں اللہ تبارک و تعالےٰ کی باتیں سنتا رہوں۔ دوّم یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی باتیں کرنے والوں کو دیکھتا رہوں۔ اس وقت تک میں ایک ان پڑھ جیسا ہوں جو نہ کچھ لکھ سکے نا کسی ایسے شخص کو پسند کرتا ہوں جو اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے مقرب بندوں کے متعلق باتیں کرے اور میں سنوں یا میں باتیں کروں اور وہ سنے۔

(۱۰) دسواں سبب یہ ہوا۔ جیسے امام یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب یہ زمانہ گذر جائے اور یہ مردانِ خدا اس دنیا سے حجاب کر جائیں تو ایسی صورت میں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ جس سے ہمیں سلامتی حاصل ہو۔ آپ نے جواب میں فرمایا ہر روز اُن خاصانِ خدا کے تذکرہ کے آٹھ ورق پڑھ لیا کرو۔ چنانچہ میں نے بھی اس ارشاد پر عمل کرتے ہوئے اہلِ غفلت کے لئے مردانِ خدا کے حالات لکھے۔

(۱۱) گیارہواں سبب یہ ہوا کہ مجھے بچپن ہی سے اس گروہ اتقیا

marfat.com

کے ساتھ انس تھا اور مجھے انھیں کی باتوں سے خوشی ہوا کرتی تھی، اپنی استطاعت کے باعث میں نے ایسے بزرگوں کی باتوں کو ظاہر کر دیا۔ کیونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں اس قسم کی تمام باتیں پوشیدہ ہیں۔ اگرچہ ایسے کاملین کے بھیس میں کئی لوگ کاملین ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن در اصل اہل اللہ اس وقت شاذ و نادر ہو گئے ہیں۔ جیسے کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شبلی علیہ الرحمتہ سے فرمایا۔

"کہ اگر اس سارے جہان میں ایک شخص بھی تمھارے خیال کے مطابق مل جائے تو اس کا دامن تھام لوں"

(۱۲) بارھواں سبب یہ ہوا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ موجودہ زمانہ کی حالت ابتر ہو رہی ہے۔ بدکردار لوگوں نے نیکوکار مردانِ خدا کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ اس لیے بھی مَیں نے اولیائے کرام رحمتہ اللہ کا یہ تذکرہ لکھا۔ جس کا نام بھی تَذکِرۃُ الاَولیاء ہی قرار پایا۔ تاکہ گمراہ لوگ اللہ والوں کو نہ بھول جائیں۔ اور خلوت نشین لوگوں کے طالب ہوں اور ان کی طرف رغبت کریں تاکہ ان کے فیوض و برکات سے سعادتِ اَبدی اور ثوابِ دارین حاصل کر سکیں۔

(۱۳) تیرھواں سبب یہ ہوا کہ یہ سب حکایات چند وجوہات کے باعث فائدہ مند بھی ہیں۔ اوّل، تو دنیا کی محبت رکھنے والوں کے دِل اس سے سرد ہو جاتے ہیں۔ دوّم، یہ کہ آخرت کی یاد ان سے تازہ

marfat.com

ہوتی ہے۔ سوئم اللہ تعالیٰ کی ان سے دل میں محبت پیدا ہوتی ہے۔ چہارم جو شخص ان بابرکت باتوں کو سنے گا تو آخرت کے لئے ضرور توشۂ عاقبت تیار کرے گا۔ ان وجوہات کے باعث اولیاء کرام کی حکایتوں کو جمع کرنا ضروری ہوا۔

اب اگر یہ دعویٰ کیا جائے تو شاید بیجا نہ ہوگا کہ وہ کتاب وہ ہے جو کہ اگر نامردوں کو مرد اور مردوں کو جوانمرد بناتی ہے۔ تو دردمندوں کو سراپا درد کیوں نہ بنائے گی۔

جو شخص اس کا مطالعہ کرے گا، وہ سمجھ لے گا کہ اللہ والوں کے دل میں وہ کیا درد تھا۔ جس کے باعث صحرا اور بیابانوں میں رہ کر اُن سے ایسی ایسی عجیب باتیں سرزد ہوتی تھیں۔

میں خود ایک روز امام مجدالدین خوارزمی کے ہاں حاضر ہوا۔ تو میں نے دیکھا کہ آپ رو رہے ہیں۔ تعجب سے میں نے پوچھا۔ کیوں کیا بات ہوئی۔ کس لئے آپ رو رہے ہیں۔ فرمایا تجھیں یہ حدیث معلوم نہیں۔ (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے مانند ہیں) تو اس امت میں وہ لوگ کس قدر بلند مرتبہ ہیں جو صلحی ہیں۔ پھر فرمایا میں نے کل درگاہِ ایزدی میں اِلتجا کی تھی، کہ یا الہ العالمین تیرے کام علت پر موقوف ہیں۔ مجھے صلحاء کی جماعت میں کر دے یا اُن کی زیارت کرنے والوں میں ہی کر دے۔

(۱۴) چودھواں باعث یہ ہوا کہ اس کتاب کو تصنیف کرنے سے

marfat.com

ہی روزِ حشر میں میری نجات ہو جائے اور اصحاب کی طرح مایوسی سے بچ جاؤں۔

کہتے ہیں کہ حضرت جمال موصلی رحمتہ اللہ علیہ نے تمام عمر اسی تمنّا میں گذاری اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھا کر جان و مال قربان کر کے روضۂ پُرنور حضرت انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے قرب و جوار میں اپنی قبر کے لئے جگہ حاصل کی اور مرتے وقت یہ وصیّت فرمائی۔ کہ میری قبر پر یہ لکھ دینا۔

"یا الٰہ العالمین ایک سگ دنیا چند قدم تیری طرف بڑھا تو تو نے اُسے اپنے مقربین کے پاس جگہ دی۔

اے اللہ میں تیری درگاہ میں دست بدعا ہوں کہ تیرے خاص بندوں کی ہر ایک چیز (گفتار و کردار وغیرہ) کا غلام ہوں۔ اپنے مقربین، انبیاء عظام و اولیاء کرام کی اَرواح مطہرین کے طفیل "مجھ گنہگار کو اپنے نیک بندوں سے محجوب نہ کر اور مجھے اپنی اِس نظر الطاف اور رحم و کرم سے محروم نہ کر جو نیک نفس

marfat.com

لوگوں پر رہتی ہے۔ اِس ناچیز تالیف کو اپنی قربت کا

وسیلہ بنا، تُو توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

(آمین بحق سید المرسلین - آمین۔)

آپ ولی کامل تھے اور خرقہ ولایت آپ نے بطور سند کے فخر الکاملین سلطان العاشقین حضرت مجد الدّین بغدادی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے دستِ مبارک سے حاصل کیا تھا۔

آپ کی شہادت کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب مغلوں کے لشکریوں نے آپ کو قتلِ عام میں شہید کرنا چاہا تو جو مغل سپاہی آپ کو شہید کرنے کے لیے تلوار اٹھاتا تو دوسرا سپاہی اس کو یہ کہہ کر منع کرتا کہ اس ضعیف پر رحم کرو۔ اگر تیسرا تلوار اٹھاتا تو چوتھا کہتا کہ اِس بوڑھے کا خونِ بہا ہزار درہم دیتا ہوں کہ اسے چھوڑ دو۔

اس خیال سے مغل لشکریوں نے جب آپ کو چھوڑنا چاہا تو آپ نے خونِ بہا دینے والے سپاہی سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

تم میرا خونِ بہا ٹھیک ادا کرو۔ میں اس معاوضہ میں کوئی بہتر تحفہ درگاہِ ایزدی سے حاصل کرنا چاہتا ہوں۔

اس پر ایک سپاہی نے بطور تمسخر کہا۔ کہ اچھا میں تمھارے

marfat.com

خونِ بہا میں ایک گٹھا گھاس کا دوں گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں ہاں۔ بس میں اسی قصیر خون بہا کے لائق ہوں۔

اَلغَرض اسی استہزار میں مغل لشکریوں کے ہاتھوں آپ ۶۲۷ھ میں درجہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور شہر شادیاخ میں آپ کا مزار پرانوار مرجع خلائق بنا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

مرقوم ہے کہ جس روز آپ کا وصال ہوا اُس روز بلکہ اُسی وقت نیشاپور کے ایک بہت بڑے ذی اقتدار شیخ یعنی (یحییٰ ابن ساعد جو قاضی القضاۃ بھی تھے) کے فرزند ارجمند نے بھی انتقال کیا۔

لوگوں نے ازراہِ عقیدت یہی مناسب خیال کیا کہ قاضی القضاۃ کے مرحوم بیٹے کو بھی آپ کے قدموں میں دفن کیا جائے۔ لیکن قاضی اَلقضاۃ نے یہ کہہ کر کہ میں اپنے فرزند ارجمند کو ایک بڈھے افسانہ گو (نعوذ باللہ منہا) کے قدموں میں ہرگز دفن نہ کروں گا۔ جو بات ہونی ہوتی ہے۔ وہ ہو کر رہتی ہے۔

اتفاق سے اس روز کسی وجہ سے وہ قاضی صاحب کا متوفی لڑکا دفن نہ ہوسکا اور اسی شب کو قاضی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ فرید الدین عطّار رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ اقدس پر سینکڑوں مشعلیں روشن ہیں۔ اور بڑے بڑے اقطاب و ابدال جمع ہیں جو کہ نہایت تعظیم کے ساتھ آپ کے مزارِ اقدس پر مراقبہ کیے ہوئے ہیں اور ایک طرف اپنے متوفیّ لڑکے

marfat.com

کو روتے دیکھا جو اشک بہاتے ہوئے یہ کہہ رہا ہے۔ کہ یہ میری کتنی بد قسمتی ہے کہ مجھے حضرت شیخ جیسے رجال اللہ کے قدموں کی برکت سے محروم رکھا جاتا ہے۔ جس کے قدموں کے نیچے میری بہشت ہے۔ کاش کہ مجھے آپ کے ہی قدموں میں دفن کیا جاتا۔

چنانچہ قاضی صاحب صبح اٹھتے ہی نادم ہوئے۔ اور اپنے قصور کی معافی مانگ کر اپنے بیٹے کو آپ کے قدموں میں دفن کرایا۔ اور حضرت شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پُرانوار پر ایک پختہ قبہ تعمیر کرایا۔

چنانچہ آپ کا مزار پُرانوار شہر شادیاخ کے باہر محلّہ بازارگان میں ہے اور قاضی یحییٰ نے جو قبہ آپ کے مزار پُرانوار پر بنایا تھا۔ چونکہ وہ ان کی شایانِ شان نہ تھا۔ اس کے بعد نظام الحق والدین امیر علی شیر نے آپ کے مزار پرانوار کو ایسا روضہ بنایا کہ جس کی رعنائی بے مثل ہے۔ اور آپ کا فیض جاری وساری ہے۔ یہ ہیں بزرگانِ دین جن کے حالات پڑھنے سے زندگی کا رُخ بدل جاتا ہے۔ ایمان میں تازگی اور روح میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن صرف حالات پڑھ کر اس پر اکتفا کرنا بے سود ہے در اصل اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے تاکہ فیض کامل ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپکی بعض تصانیف کا اقتباس ہدیہ ناظرین کیا جائے تاکہ ایسے باکمال شاعرانہ لی کے حقائق قارئین کرام کی روشنی طبع کا باعث ہوں۔

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

معرفت باری تعالیٰ کے متعلق

تو مباش اصلاً کمال این است و بس
تو در و گم شو وصال این است و بس

تو در و گم شو حلول آں بود
ہر چہ آں نہ بود فضول آں بود

خلق ترسد از تو من ترسم ز خود
کز تو نیکی دیدہ ام دز خویش بد

اے ز فضلت نا شدہ نومید کس
خلہ داغ توام جاوید بس

ہر کرا خوش نیست دل در بر تو
خوش مبادا زانکہ بنود مرد تو

ذرہ در دم دہ اے درمان من
زانکہ بے دردت بمیرد جان من

کفر کافر را و دیں دیندار را
ذرّہ دردت دل عطار را

اقتباس مُصیبت نامہ

تا نبیؐ صدیق رضؓ را ہمدم گرفت
صبح صادق جملہ عالم گرفت

صبح صدق از مشرق قربت بتاخت
قاف تا قاف جہاں عزت بتاخت

جملۂ عالم از و پُر نور گشت
چشم بد کور شد یا دور گشت

صدق میبار و زیک یک کار روا
گر ندانی بحث کن اسرار او

چوں نبیؐ از خوان حیّ لایموت
در محیط صدر او می ریخت قوت

جاں او چوں ایں جہانی گشتہ بود
غرق دریائے معانی گشتہ بود

لاجرم پیوستہ در تحقیق بود
ہم حنیفہ بود وہم صدیق بود

marfat.com

در فضیلت حضرت ابوبکر صدّیق رضؓ

خواجۂ اوّل کہ اوّل مارا وست | ثانی اثنین از ہما فی الغار دوست
صدر دین صدّیق اعظم قطب حق | در ہمہ چیز از ہمہ بردہ سبق
ہرچہ حق از بارگاہِ کبریا | ریخت در صدرِ شریعت مصطفےٰؐ
آں ہمہ در سینۂ صدّیق ریخت | لاجرم تابود دارِ تحقیق ریخت

در فضیلت حضرت عمر فاروق رضؓ

خواجۂ شرع آفتاب شمع دین | ظلّ حق فاروق اعظم فخرِ دین
ختم کردہ عدل وانصافش بحق | تا فراست بردہ بر جنسش سبق
چوں سخن گفت حقیقت بر زبانش | اونماندے وخدا کردے عیانش
گہ زدردِ عشق جاں مے سوختش | گہ زنطق حق زباں مے سوختش
چوں نبیؐ مے دید کوئے سوخت راز | گفت شمع جنّت است آں آشکار

در فضیلت حضرت عثمان رضؓ

خواجۂ حضرت کہ نور مطلق است | بل خداوند دو نورِ برحق است
آنکہ عرق قدس وعرفاں آمدہ است | صدرِ دین عثمان عفّان آمدہ است

marfat.com

رونق کونین عرصہ کونین یافت — ازدل پُرنور ذوالنورین یافت
یوسف ثانی بقول مصطفٰے — بحرِ تقوےٰ و حیا کانِ وفا
کار ذِی القربیٰ بجاں پرداختہ — جان خود در کان ایشان باختہ
ہم ہدایت در جہاں و ہم ہنر — مشتہر در عہد او شد بیشتر

دَرفضیلت حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ

خواجۂ حق پیشوائے راستیں — کوہ علم و بحر علم و قطب دیں
ساقیٔ کوثر امام و رہ نما — ابن عم مصطفےٰ شیر خدا
مرتضیٰ و مجتبےٰ جفت بتول رض — خواجۂ معصوم داماد رسولؐ
در بیان رہنمونے آمدہ — صاحب سرّ سلونے آمدہ
مقتدائے دیں کہ استحقاق اوست — مفتی مطلق علی الاطلاق اوست
چوں علی از عین ہائے حق یکی است — عقل را در پیش علمش کے شکے است
ہم ز ادسی کم علی جاں آگہہ است — ہم علی مستول فی الذات اللہ است
گشت اندر کعبہ آں صاحب قبول — بت شکن بر پشتی پشت رسول
گاہ در جوش آمدہ از کار خویش — گاہ فرو رفتی بلجّۂ اسرار خویش

marfat.com

عنکبوت را بہ حکمت دام داد
صدر عالم را درو آرام داد

اپنی بیچارگی و درماندگی کے متعلق

عقل و جان دین ذدل در باختم
تا کمال ذرہ بشنا ختم

لب بدوز از عرش واز کرسی مپرس
گرچہ یک ذرہ ہے پرسی مپرس

عقل تو چوں در رہے کوئے بسوخت
ہر دو لب بازید پرسیدن بدوخت

کس نداند کنہ ذرہ تمام
چند گوئیم کس نداند والسّلام

در صفتِ امامانِ دین مجتہدین!

آن امامان کہ کردند اجتہاد
رحمت حق بر روان جملہ باد

بو حنیفہ بد امام باصفا
آن سراج امتان مصطفےٰ

باد فضلِ حق قرینِ جان او
شاد باد ارواح شاگردان او

صاحبش بو یوسف و قاضی شدہ
در محمد ذو المنن راضی شدہ

شافعی ادریس و مالک با ذفر
یافت زیشاں دین احمد زیب و فر

احمد حنبل کہ بود او مردِ حق
در ہمہ چیز از ہمہ بُردہ سبق

روح شاں در قصر جنت شاد باد
قصرِ دیں از علم شاں آباد باد

(ختم شد)

marfat.com

چیست دُنیا از خدا غافل بُدن
نے قُماش و نُقرہ و فرزند و زَن
(مولانا رومؒ)

— زیرِ اہتمام —

بزمِ معارفِ رُومیؒ

۱۳۲ - پیر الٰہی بخش کالونی - کراچی

— مِلنے کا پتہ —

عِلم وعَمل بکڈپو

۷۶ - گول ایمپریس مارکیٹ - صدر - کراچی

(یہ کتاب مُفت تقسیم کی گئی)